تحریک پاکستان
خواتین کی بیداری میں قائداعظم اور مادرِ ملت کا کردار
ایک تجزیاتی مطالعہ (۱۹۳۶ء۔۱۹۴۷ء)

ڈاکٹر شاہد حسن رضوی

تاریخ انسانی ہمت و جواں مردی کے کارہائے نمایاں سے لبریز ہے اور روزِ اول ہی سے کارزارِ حیات میں مرد و عورت کی رفاقت زندگی کے کٹھن مراحل میں کامیابی کے تسلسل کی امین اور روشن دلیل رہی ہے۔ ورودِ آدمؑ سے لے کر ظہورِ اسلام تک عورت نے تہذیب انسانی کے افضل ترین صحیفۂ حیات کے انطباق اور استمرار کو یقینی بنانے کے لیے اماں حواؑ، حاجرہؑ، سائرہؑ، بی بی آمنہؓ، حضرت خدیجہؓ، حضرت عائشہؓ اور فاطمۃ الزہراؓ کی صورت میں اپنی خدمات پیش کیں۔ اسلام کا سورج سرزمین عرب سے طلوع ہو کر نصف النہار برصغیر پر پہنچا تو اس کی مقدس کرنوں کے پیغام کی امانت کو یہاں کی غیور خواتین نے ہی گلے لگایا۔ یہ سلسلہ رضیہ سلطانہ، نور جہاں اور چاند بی بی سے چلتا ہوا، متحدہ برصغیر کی اخیر دہائیوں میں سیاسی افق پر قوس قزح کے رنگوں کی طرح چمکنے والی فاطمہ جناح پر منتج ہوا۔ بلاشبہ تاریخ اسلام دو فاطماؤں کی خدمات کو تادیر بھلا نہیں پائے گی۔

۱۹۲۹ء تا ۱۹۴۷ء کی دو دہائیاں، برصغیر کی ہزار سالہ مسلم تاریخ کے سامنے اگرچہ ایک ذرے سے زیادہ کی حیثیت نہیں رکھتیں لیکن انہی دو دہائیوں نے برصغیر کی سیاسی اور جغرافیائی صورت تبدیل کر کے رکھ دی۔ کیونکہ برصغیر میں مسلم سیاست کے عروج کا دور، یہی عرصہ ہے۔ قائداعظم محمد علی جناح سے ایک مرتبہ سوال کیا گیا کہ انہیں پہلی مرتبہ ایک علیحدہ مملکت کے حصول کا خیال کب آیا؟ آپ نے بلا تامل جواب دیا۔ ۱۹۳۰ء کے دوران[1] کیونکہ جناح نہ صرف یہ کانگریس کے رویہ سے مایوس ہو چکے تھے بلکہ ہندوؤں کی کہ مکرنیوں کا جو سلسلہ میثاق لکھنؤ سے انحراف، تحریک خلافت

میں گاندھی کی مکاری، تجاویز دہلی سے بے اعتنائی، جداگانہ انتخاب کے مطالبہ سے فرار کی صورت میں بغیر رکے جاری تھا۔۱۹۳۰ء کی پہلی گول میز کانفرنس میں قائداعظم کے مسلم نصب العین کو وضع کرنے کا سبب بنا۔

۱۹۲۹ء میں قائداعظم کی اہلیہ محترمہ رتی جناح کا انتقال قائداعظم کے لیے ایک صدمہ سے کم نہیں تھا۔ کیونکہ قائداعظم کی قانونی اور سیاسی ذمہ داریاں وسیع سے وسیع تر ہوتی جارہی تھیں ان دنوں قائداعظم بمبئی کے پرشکوہ علاقہ مالابار میں محترمہ فاطمہ جناح اور دس سالہ بیٹی دینا جناح کے ساتھ قیام پذیر تھے۔محترمہ فاطمہ جناح نے ملک وقوم کے وسیع تر مفاد میں اور قائداعظم کے طے کردہ نصب العین کے حصول کے لیے مسلم خواتین کے سامنے ذاتی قربانی کی لازوال مثال پیش کی۔[۲] وہ نہ صرف قائداعظم کی سب سے وفادار اتحادی ثابت ہوئیں بلکہ انہوں نے اس اٹوٹ رشتہ کو قائداعظم کی زندگی کے آخری لمحات تک نبھایا۔[۳] مولانا محمد علی جوہر اکثر لوگوں کو بتایا کرتے کہ ان کی طاقت کا راز ان کی گفتار، قلم کی رفتار اور ان کے بھائی مولانا شوکت علی ہیں جب کہ قائداعظم کا کہنا تھا کہ میرے سیاسی کیریئر کا انحصار دو چیزوں پر ہے فاطمہ جناح اور میرا ٹائپسٹ۔[۴]

قائداعظم جب گول میز کانفرنس میں شرکت کے لیے وزیراعظم برطانیہ ایمزے میکڈونلڈ کی دعوت پر لندن گئے تو محترمہ فاطمہ جناح بھی ہمراہ تھیں۔آپ، فاطمہ جناح ہی کے ایماء پر اپنے بمبئی کے روایتی حریف لارڈ ولنگڈن سے بھی ملے، جن کا تقرر بطور وائسرائے ہند ہو چکا تھا۔آپ نے ملاقات کے دوران مسلمانوں کے سیاسی نظریات کی وضاحت کے ساتھ ساتھ گول میز کانفرنس میں اختیار کردہ مؤقف کو بھی بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا۔[۵] قیام برطانیہ کے دوران آپ کو یہ پیشکش بھی ہوئی کہ گول میز کانفرنس میں تعاون کے صلہ میں انہیں انڈیا کے کسی صوبے کا گورنر بنایا جاسکتا ہے، لیکن آپ نے اس پیشکش کو پائے استحقار سے ٹھکرادیا۔[۶] بلکہ آپ نے آئندہ دوسری اور تیسری گول میز کانفرنس کو بے معنی قرار دیا۔[۷]

۱۹۳۰ء کی گول میز کانفرنس میں مدراس کی مسز سیرا نین اور لاہور کی بیگم جہاں آراء شاہنواز (دختر سر محمد شفیع) نے یہ میمورنڈم پیش کیا کہ انسانی حقوق کے سلسلے میں رنگ، نسل، جنس اور مذہب کی تمیز روا نہ رکھی جائے۔[۸] تیسری گول میز کانفرنس کے موقع پر آل انڈیا مسلم لیگ نے خواتین کے اس مطالبے کی پرزور حمایت کی۔[۹] یہی وجہ تھی کہ جب گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ نافذ ہوا تو ساٹھ لاکھ عورتوں کو نہ صرف ووٹ کا حق ملا بلکہ کونسل آف سٹیٹ کی ۱۵۰ نشستوں میں سے چھ نشستیں عورتوں کے لیے مختص کی گئیں۔[۱۰] ان تمام کاوشوں میں مادرِ ملت بھرپور کردار ادا کرتی رہیں۔

مسلم لیگ کی عدم فعالیت، مسلم رہنماؤں کی اکثریت میں یقین اور سیاسی بصیرت کی کمی اور کانگریس کے معاندانہ رویہ نے قائداعظم کو برصغیر کے سیاسی حالات سے اس حد تک بیزار کر دیا کہ انہوں نے سیاست سے کنارہ کشی اختیار کر لی اور لندن میں رہنے کا فیصلہ کر لیا۔ لندن قیام کے دوران محترمہ فاطمہ جناح کو سیاسی اسرار و رموز سے واقفیت حاصل ہوئی۔ آپ بہترین گھریلو منتظم تھیں، ضیافتوں کا انتظام، قائداعظم کی زیر ہدایت خود کرتی تھیں۔ قائداعظم کے مہمانوں میں برطانوی وزراء، ارکان پارلیمنٹ، مسلم لیگی زعماء اور قانونی ماہرین شامل تھے۔ ان سے گفتگو میں محترمہ فاطمہ جناح بھی شامل ہوتیں۔ اس طرح انہیں آئندہ زندگی کے لیے بہترین سیاسی تربیت ملی۔[۱۱] وہ ایک شفیق و مہربان بہن کی حیثیت سے ان کی دیکھ بھال کرتیں۔ کھانے، لکھنے پڑھنے، سیر کے اوقات، لوگوں سے میل ملاقات کا ایک مثالی شیڈول ترتیب دیا۔ جس کی پابندی پر قائداعظم بھی بعض اوقات نرم لہجے میں احتجاج کرتے۔[۱۲] قائداعظم کو سنبھالا دینے کے لیے ہمیں ان کی ذات کئی پرتوں میں ملفوف دکھائی دیتی ہے۔ ان کی دیکھ بھال اور نگہداشت کے لیے وہ ماں کا روپ تھیں۔ بابائے ملت کی دیکھ بھال انہوں نے ایک ذمہ دار اور فرمانبردار بیٹی کی طرح کی۔ پبلک جلسوں میں ایک مددگار بھائی کی طرح ہوتیں۔ سیاسی زندگی کی تنظیم میں بہترین رفیق کار اور مثالی مشیر، بیمار بھائی کے لیے بہترین نرس، پریشانیوں میں حوصلے کا بلند و بالا مینار اور تنہائی کی مونس و غم خوار تھیں۔

قائداعظم کا قیام لندن کا فیصلہ سے سیاسی اور عوامی حلقوں میں بے چینی پھیل گئی۔اس موقع پر محترمہ فاطمہ جناح نے قائداعظم کو واپسی کی ترغیب دے کر بلا شبہ ایک اہم کارنامہ سرانجام دیا۔ برصغیر کے دیگر مسلم زعماؤں علامہ اقبال اور نوابزادہ لیاقت علی خاں نے آپ سے برابر رابطہ رکھا اور ان کی واپسی کو ناگزیر قرار دیا لیکن محترمہ کی مشاورت نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔[۱۳] بالآخر قائداعظم محمد علی جناح محترمہ جناح کی معیت میں اکتوبر ۱۹۳۵ء میں وطن واپس آ گئے ،اور مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کا آغاز کیا۔اس سے پیشتر وہ ۱۹۳۴ء میں مسلم لیگ کی قیادت سنبھال چکے تھے۔[۱۴]

برصغیر آمد کے بعد قائداعظم کی صدارت میں مسلم لیگ نے فعال کردار ادا کرنا شروع کیا۔محترمہ فاطمہ جناح ان کے شانہ بشانہ تھیں۔[۱۵] ۲ جولائی ۱۹۳۸ء کے اجلاس منعقدہ بمبئی میں ایک وومن کمیٹی تشکیل دی گئی۔آپ کو اس کا رکن منتخب کیا گیا۔[۱۶] ۱۹۳۹ء سے وہ آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل بنیں۔قائداعظم سے رفاقتوں اور خواتین کو منظم کرنے کا یہ سلسلہ پھر نہ رکا۔[۱۷]

۱۹۳۸ء میں قائداعظم کے زیر صدارت اجلاس پٹنے میں آل انڈیا مسلم لیگ وومن برانچ کی ایک کمیٹی تشکیل کی گئی۔قائداعظم نے فاطمہ جناح کو اس کا کنویز مقرر کیا۔[۱۸] اس اجلاس میں محترمہ فاطمہ جناح نے صدر مسلم لیگ سے باقاعدہ طور پر مطالبہ کیا کہ ورکنگ کمیٹی میں مسلم خواتین کو نمائندگی دی جائے۔[۱۹] ۸ اکتوبر ۱۹۳۸ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کی صوبائی شاخ بمبئی مسلم لیگ کے زیر اہتمام سالانہ اجلاس میں برصغیر کی نمائندگی کے لیے تیس خواتین کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔بمبئی صوبہ کی نمائندگی مس فاطمہ جناح ،مسز فیض طیب جی اور بیگم حفیظ الدین کے حصہ میں آئی۔[۲۰] بعدازاں محترمہ فاطمہ جناح نے برصغیر کی مسلم خواتین پر اپنے قول و عمل سے ثابت کر دیا کہ مسلم خواتین اپنی شاندار روایت ماضی کو ضرورت پڑنے پر دہرانے کا فن جانتی ہیں۔آپ مسلم خواتین کو بیدار کرنے اور تحریک پاکستان کو

منظم خطوط پر جاری و ساری رکھنے کے لیے مسلم لیگ کے ہر اہم اجلاس میں قائداعظم کے ساتھ رہیں۔ ملک بھر کے طوفانی دورے کیے، خواتین میں ایک نیا جوش اور تازہ دم ولولہ پیدا کیا۔ برصغیر کی معاشرتی روایات خواتین کو میدان سیاست میں آنے کی اجازت نہیں دیتی تھیں لیکن آپ نے اس دشوار مرحلے کو بھی آسانی سے طے کرلیا، قائداعظم نے آپ کی خواہش پر بیگم مولانا محمد علی جوہر کو مسلم لیگ کی مجلس عاملہ (۱۹۳۸ء) میں شامل کیا۔ بیگم جوہر اجلاس میں نقاب اوڑھے شمولیت اختیار کرتیں، محترمہ فاطمہ جناح، اگرچہ نقاب نہ پہنتیں لیکن انہوں نے لباس کے معاملے میں اسلامی احکامات کو ہمیشہ مدنظر رکھا۔ [۲۱]

۱۹۳۹ء میں مسلم لیگ خواتین سب کمیٹی کے تحت بلائے گئے بمبئی اجلاس میں فاطمہ جناح نے مسلم لیگ کے مسلم شعور کی بیداری کے ضمن میں کیے گئے اقدامات کے متعلق بتایا کہ مسلم لیگ نے ہندوستان کے کونے کونے سے مسلمانوں کو نہ صرف ایک پلیٹ فارم پر جمع کردیا ہے بلکہ دو سال کے عرصے میں مسلمانوں میں بے مثال خوداعتمادی پیدا کردی ہے۔ اندرون اور بیرون ملک مسلمانوں کی نمائندہ جماعت بن کر سامنے آئی ہے۔ [۲۲] قائداعظم کی ہمراہی میں آپ نے حصول پاکستان کے ضمن میں عورتوں کے سیاسی شعور کو بیدار کیا، مسلم خواتین کو پاکستان کا مفہوم سمجھایا اور بے شمار اجتماعات میں تقریریں کیں۔ دہلی کے ہر محلہ میں تین مہینے بعد بڑے پیمانے پر جلسہ کیا جاتا جہاں فاطمہ جناح خود تشریف لاتیں اور تنگ گلیوں میں پیدل چل کر جلسہ کی صدارت فرماتیں۔ [۲۳] آپ کے جلسوں میں بے پناہ ہجوم ہوتا اور ہر خاتون کی یہ خواہش اور کوشش ہوتی کہ وہ آپ سے مصافحہ کرے۔

بالآخر وہ لمحہ سعید آن پہنچا جس کی مسلمانان برصغیر بڑے عرصے سے خواہش کرتے آرہے تھے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس لاہور ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان پیش ہونے والی تھی۔ مسلمانوں میں معمول سے زیادہ جوش وخروش دکھائی دے رہا تھا۔ خواتین نے اس اجلاس کی کامیابی کے لیے دن رات ایک کردیا۔ اپنی سرگرمیوں اور مہم

کو تیز کر دیا۔ محترمہ فاطمہ جناح اس اجلاس میں ہر لمحہ قائداعظم کے ساتھ رہیں۔ ۲۴ مارچ ۱۹۴۰ء کو اسلامیہ کالج لاہور کے حبیبہ ہال میں مسلم لیگ کی خواتین شاخ کی ذیلی کمیٹی نے ایک الگ اجلاس منعقد کیا جس میں کم و بیش تین ہزار خواتین شریک ہوئیں۔ [۲۴] اس سے خواتین کی سیاسی بصیرت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ہر شخص ایک ہی مقصد کے لیے کام کرتا تھا اور قائداعظم سے دریافت کر رہا تھا کہ وہ کیا کرے؟ ہر مرد و زن کو قائداعظم یہی جواب دیتے کہ جو جہاں ہے، جس صوبے یا شہر، قصبہ یا دیہات میں ہے وہاں رہ کر کام کرے اس طرح سارے ہندوستان میں اپنے اپنے علاقوں کی نمائندہ خواتین مقرر کر لی گئیں۔ ان میں محترمہ فاطمہ جناح، بی اماں اور بیگم مولانا محمد علی کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ یہ خواتین جب اپنے اپنے مقامات پر واپس گئیں تو انہوں نے وہاں اجلاس منعقد کیے اور مقامی خواتین کو مسلمانان برصغیر کے الگ وطن کے مطالبے کے بارے میں آگاہ کیا اور خواتین میں آزادی کے حصول کے لیے زیادہ جوش و خروش اور ولولے سے کام کرنے کے لیے نئی جان ڈال دی۔ یہ حقیقت ہے کہ یہ اسی کمیٹی کا کارنامہ تھا کہ مسلم لیگ کا پیغام برصغیر کے کونے کونے میں اس کی اصل روح کے ساتھ پہنچ گیا۔ محترمہ اس سارے پس منظر میں ہراول دستے کی سالار کے طور پر سامنے آتی ہیں۔ عوام میں سیاسی، سماجی اور تعلیمی شعور کی بیداری کے عمل میں وہ قائداعظم کے ساتھ برابری کی سطح پر کھڑی نظر آتی ہیں۔ [۲۵] مئی ۱۹۴۱ء میں مدراس میں مسلم لیگ کا کل ہند اجلاس ہوا۔ خواتین کی ذیلی کمیٹی کی صدارت بیگم محمد علی نے کی۔ اس میں بیگم حسن آراء، بیگم محمد حسین، بیگم حسن آراء حکم شریک ہوئیں۔ [۲۶]

۱۹۴۱ء میں دہلی میں مسلم طالبات فیڈریشن کا قیام عمل میں آ گیا تھا۔ اسی سال فیڈریشن نے ۲۳ مارچ کو یوم پاکستان منایا تھا۔ جس میں لاہور، علی گڑھ لکھنؤ، ناگپور کی مسلم خواتین اور کالجوں کی طالبات نے شرکت کی تھی۔ اس سلسلے میں محترمہ فاطمہ جناح کے ایماء پر دہلی کے ایک کالج کو تین طالبات بیگم شائستہ اکرام اللہ سے دہلی میں ملیں اور مسلم طالبات فیڈریشن کے قیام کی درخواست کی۔ بیگم شائستہ نے ان طالبات کی ہمت افزائی کی اور اس کے بعد اسی

سلسلے میں محترمہ فاطمہ جناح سے ملیں اور طالبات کے فیڈریشن کے قیام کے لیے ان سے طویل گفتگو کے بعد فیڈریشن کے قیام کا فیصلہ کر لیا۔ مسلم خواتین کی ایک کانفرنس طلب کی گئی۔ لاہور، علی گڑھ، لکھنؤ، میرٹھ، کلکتہ اور ناگپور کی مسلم زنانہ کالجوں کی طالبات کو شرکت کی دعوت دی گئی۔ [۲۷]

۱۹۴۱ء میں مادر ملت کی کوششوں سے زنانہ نیشنل گارڈ کی تحریک بمبئی میں شروع ہوئی۔ خواتین کی اس میں شرکت دیدنی تھی۔ اسے مسلم لیگ خواتین کی سب کمیٹی کا حصہ بنایا گیا۔ [۲۸] فاطمہ جناح نے اگست ۱۹۴۲ء میں کوئٹہ کے مقام پر مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے خطاب کرتے ہوئے خواتین سے فرمایا کہ اب تک مسلم خواتین نے اپنی قوم کی خاص مدد نہیں کی۔ اگر ہم چاہتے تو بہت سا کام کیا جا سکتا تھا۔ اس وقت ہماری چار ضرورتیں واضح ہیں یعنی تعلیمی، سیاسی، معاشرتی اور اقتصادی۔ ہمیں اپنی قوت اور حیثیت کے مطابق اپنے خاندان، اپنے ہمسایہ، اپنے دوستوں اور عزیزوں میں عملی قوت کی روح پھونک کر اس میں قوت کا جذبہ پیدا کرنا ہے۔ [۲۹]

۱۹۴۳ء میں محترمہ فاطمہ جناح نے مسلم خواتین کے کردار کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

> اس عظیم جدوجہد میں جس کا ہم کو اس وقت سامنا ہے اور جس سے ہم کو آئندہ گزرنا ہوگا۔ قدرتاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلم خواتین کو اس میں کیا حصہ لینا چاہیے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ مجھ سے اتفاق کریں گی کہ مسلم ہندوستان کے بنانے میں ہمارے آگے وسیع میدان ہے اور ہم سب کا اس سے تعلق رکھنا اور اس میں حصہ ادا کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ یہ عورت کا ہاتھ ہے جو آج کے نوجوانوں اور کل کے بچوں کی زندگی کو سنوار سکتی ہیں۔ یہ عورت کا ہی ہاتھ ہے جو عمدگی اور کامیابی کے ساتھ قومی ترجمانی کے ان شعبوں کو مستحکم کر سکتا ہے۔ جن کا تعلق عوام کی اقتصادی، سماجی اور تعلیمی سرگرمیوں سے ہو۔ آیئے سیاسی طور پر ہم کوشش کریں کہ آل انڈیا مسلم لیگ ہی مسلمانان ہند کی واحد مقتدر اور نمائندہ ادارہ ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ اپنے عوام میں اجتماعی اسپرٹ پیدا کریں۔ [۳۰]

محترمہ فاطمہ جناح نے عورتوں کے اندر موجزن جذبہ آزادی کو مہمیز بخشی۔ یہ انہی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ خواتین کے مطالبے پر ۱۹۴۳ء میں خواتین کو آل انڈیا مسلم میں کل ہند کی بنیاد پر نمائندگی دی گئی۔ دہلی اجلاس میں

۱۹۴۳ء میں انہوں نے خواتین کو یقین دلایا کہ سیاسی عمل کی عارضی مشکلات ان کے جذبہ حریت کو ختم نہیں کرسکتیں۔ ملکی تعمیر و ترقی میں ان کے سامنے وسیع مواقع موجود ہیں۔ انہوں نے یہ احساس اجاگر کیا کہ برصغیر کی عورت کسی سے کم نہیں خواتین کو تعلیم کے میدان میں حصہ لینا چاہیے۔ [۳۱]

۱۹۴۴ء میں لاہور کے ضلعی انتخابات میں آل انڈیا مسلم لیگ نے کامیابی حاصل کرلی۔ محترمہ فاطمہ جناح نے اس مسرت کے موقع پر لاہور کا خیر سگالی دورہ کیا۔ اہلیان لاہور نے ان کا شاندار استقبال کیا۔ [۳۲] اس موقع پر آپ نے مسلم خواتین کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا میں اپنی قوم کی بہنوں کو دلی مبارک باد دیتی ہوں اور جنہوں نے لاہور کی نشستیں جیت کر آپ کو یہ بتادیا کہ پنجاب کے مسلمان سب کے سب پاکستان چاہتے ہیں۔ [۳۳]

مادر ملت فاطمہ جناح نے جہاں برصغیر کے دیگر حصوں کی خواتین کو منظم کیا وہاں وہ کشمیری خواتین کو بھی آگے لانا چاہتی تھیں۔ قائداعظم کشمیر میں آخری بار ۱۹۴۴ء میں گئے تو محترمہ جناح بھی ان کے ہمراہ تھیں۔ وہ کل چار مرتبہ کشمیر گئے جن میں سے دو مواقع پر فاطمہ جناح نے ان کا ساتھ دیا۔ قائداعظم کو اہل کشمیر سے بہت محبت تھی۔ باشندگان کشمیر بھی آپ کو والہانہ چاہتے تھے۔ مادر ملت کی بھی اہل کشمیر سے غایت درجہ محبت رہی۔ انہوں نے کمال محبت سے آزاد جموں و کشمیر کے دورے کیے۔ آپ نے مجاہدین کشمیر کے حوصلے بڑھائے۔ مہاجرین کی امداد و اعانت بھی کی۔ [۳۴] سیالکوٹ کے صوبائی مسلم لیگ کے تاریخی اجلاس سے فراغت کے بعد قائداعظم حکومت کشمیر اور سیاسی لیڈروں کی دعوت پر ریاست جموں و کشمیر کے دورے پر روانہ ہوئے۔ قائداعظم اور بہن قائداعظم کا شاندار استقبال کیا گیا۔ محترمہ فاطمہ جناح کو الگ کار میں قائداعظم کی قیام گاہ ڈاک بنگلہ جموں بھیج دیا گیا۔ [۳۵] جہاں آپ نے خواتین کو شرف باریابی بخشا۔ دوسرے روز وہ سری نگر روانہ ہوگئے۔ سری نگر میں اپنے قیام کے دوران مادر ملت نے مسلم خواتین سے رابطہ قائم کیا۔ اس سلسلے میں انہوں نے مسلم کانفرنس کے جنرل سیکرٹری کی والدہ ماجدہ (جو ایک ماہر تعلیم

تھیں) اور اس کی اہلیہ سے ملاقات کی اور کشمیری خواتین کو تحریک پاکستان میں شمولیت کی دعوت دی۔ [۳۶]

بعدازاں جب ۱۹۴۷ء میں جنگ آزادی کشمیر کا آغاز ہوا تو محترمہ فاطمہ جناح نے کشمیر فنڈ قائم کیا اور اس سے کشمیری مجاہدین کی مالی امداد کی آپ خود بھی محاذ پر تشریف لے گئیں اور مجاہدین کی حوصلہ افزائی کی۔ مہاجرین کے کیمپوں کا دورہ بھی کیا اور ان کی قربانی اور خدمات کو سراہا۔ [۳۷]

آزادی کی منزل اب زیادہ دور نہیں تھی۔ پاکستان کا حصول بہت واضح ہو چکا تھا، انگریزوں کی طاقت کا شیرازہ دوسری جنگ عظیم (۱۹۴۳ء۔۱۹۳۹ء) کے بعد بکھر چکا تھا۔ برطانیہ کا اقتصادی طور پر دیوالیہ نکل چکا تھا۔ وہ اب برصغیر سے نکلنے کے چکر میں تھا۔ ہندوستان میں قومی آزادی کی تحریک انگریز کے بس سے باہر دکھائی دیتی تھی۔ [۳۸]

ان حالات میں مسلم خواتین سر پر کفن باندھ کر میدان عمل میں کود چکی تھیں۔کل ہند خواتین مسلم لیگ کے پرچم تلے جمع ہو کر انہوں نے اپنی محنت سے ثابت کر دیا تھا کہ اگر موقع دیا جائے تو مسلمان خواتین دنیا کی دوسری خواتین سے پیچھے نہیں ہیں۔ادھر قائداعظم کی مصروفیات بڑھتی جارہی تھیں اس وجہ سے انہوں نے خواتین کے کاموں کا جائزہ لینے کے لیے اپنی ہمشیرہ فاطمہ جناح کو مقرر کر دیا۔محترمہ فاطمہ جناح نے قائداعظم کا پورا پورا ساتھ دیا اور کوئٹہ، دہلی اور دور دراز کے علاقوں کی عورتوں کو جگایا۔لیکن جب بھی قائداعظم کو وقت ملتا وہ خواتین کے وفود سے ملاقات کرتے۔ ان کو اپنے مشورے سے نوازتے اور ان کی ہمت افزائی کرتے جہاں ضروری سمجھتے خود خواتین کے اجلاس سے خطاب کرتے۔

۱۹۴۶ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر قائداعظم محمد علی جناح نے نومنتخب ممبران اسمبلی کا کنونشن منعقد کیا۔ سارے ہندوستان میں مسلم لیگ نے تقریباً ۹۰ فیصد سے زیادہ مسلم نشستوں پر کانگریس کو شکست دی۔ اگرچہ خواتین کی نشستیں بہت کم تھیں لیکن عورتوں کا کردار ناقابل فراموش تھا۔ [۳۹] ۷،۸/ اپریل ۱۹۴۶ء کو اینگلو عربک کالج دہلی میں بڑے جوش وخروش کے ساتھ کنونشن منعقد ہوا۔عورتوں کی خصوصی نشستوں کا بندوبست کیا گیا۔ پہلے سیشن کی صدارت

قائداعظم محمد علی جناح نے کی، فاطمہ جناح ان کے ہمراہ تھیں۔ ان کے علاوہ بیگم محمد علی جوہر، بیگم شاہنواز، بیگم ایاز رسول بھی موجود تھیں۔ نوابزادہ لیاقت علی خان سیکرٹری مسلم لیگ، اس وقت سٹیج سیکرٹری کی نشست سنبھالے ہوئے تھے۔ تمام خواتین نے اپنی تقاریر میں قائداعظم کی قیادت پر یقین اور اپنے مضبوط ارادوں کا ذکر کیا۔ آخری سیشن میں قائداعظم نے خطاب کیا اور زری سرفراز کی قیادت میں سرحد کی عورتوں کے وفد نے قائداعظم سے ملاقات کی۔ [۴۰]

صوبہ سرحد میں کانگریس کی وزارت تھی، ڈاکٹر خان وزیر اعلیٰ تھے۔ کانفرس نے سرحد اسمبلی میں ۳۸ میں سے ۲۱ نشستیں حاصل کی تھیں اور ۷ انشستیں مسلم لیگ کو حاصل ہوئیں۔ ڈاکٹر خان نے الیکشن میں ہندو رہنما ایشر داس سے مل کر انتخابات کو متاثر کیا تھا۔ کانگریس حکومت نے مسلمانوں پر ظلم کی انتہا کر دی۔ اکثر مسلم لیگی رہنما اور کارکن جیلوں میں بند کر دیے گئے۔ اندریں حالات ۲۸ فروری ۱۹۴۷ء کو خان صاحب کے خلاف سول نافرمانی کی تحریک شروع ہوگئی۔ سارے صوبہ میں بڑے بڑے جلسے جلوسوں کا اہتمام کیا گیا۔ [۴۱] ۱۳ مارچ ۱۹۴۷ء کو بیگم کمال الدین کی قیادت میں عورتوں کا جلوس نکلا، جلوس کا اہتمام بیگم آغا سردار علی کی رہائش گاہ پر ہوا۔ ان برگزیدہ خواتین کی بدولت کوئی پانچ سو کے لگ بھگ خواتین نے جلوس نکالا، لاٹھی چارج اور آنسو گیس کا سامنا کیا۔ [۴۲] خواتین، پشاور ریلوے سٹیشن پر بمبئی ایکسپریس کے آگے لیٹ گئیں اس سانحہ میں ۴۶ سے زائد خواتین شدید زخمی ہوئیں کئی ایک کی پسلیاں ٹوٹ گئیں۔ بیگم نذیر نیاز حسن آراء نے سیکریٹریٹ پشاور سے یونین جیک اتار کر مسلم لیگ کا جھنڈا لہرا دیا۔ [۴۳]

قائداعظم مسلم لیگ اور پوری ملت اسلامیہ ہند کا فیصلہ یہ تھا کہ مطالبہ پاکستان کے سوائے کوئی حل قابل قبول نہیں۔ دوسری طرف کہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن اس بات پر مصر تھے کہ ہندوستان تقسیم نہ ہو بلکہ اسے جغرافیائی وحدت کے طور پر ہی برقرار رکھا جائے۔ ۵ تا ۱۰/ اپریل ۱۹۴۷ء دونوں رہنماؤں نے ملاقات کی اور مشاورت جاری رکھی۔ ماؤنٹ بیٹن یک نکاتی ایجنڈا لے کر آیا تھا اور قائداعظم سے یہ منوانا چاہتا تھا کہ جناح کابینہ مشن پلان کے تحت، ہندوستان کی وفاق کے تحت

خود مختاری کو قبول کر لیں اور مطالبہ پاکستان کی تکرار سے ہٹ جائیں۔ [۴۴] وائسرائے لاج میں قائداعظم اور محترمہ فاطمہ جناح کو مدعو کیا گیا۔ تبادلہ خیالات ہوا مگر دونوں اپنے نظریات کو چھوڑنے پر تیار نہ ہوئے۔ بقول لارڈ ماؤنٹ بیٹن: ''نہ تو میری بیوی، نہ بیٹی اور نہ میں جناح اور فاطمہ جناح کو مطالبہ پاکستان سے ہٹانے پر قائل نہ کر سکے''۔ [۴۵]

جس روز تین جون ۱۹۴۷ء کو تقسیم ہند کا اعلان ہوا قائداعظم نے آل انڈیا ریڈیو سے پہلی بار پاکستان زندہ باد کہا۔ دوسری صبح نورالصباح بیگم کے ہمراہ دہلی مسلم لیگ خواتین قائداعظم کی خدمت میں نذرانہ عقیدت پیش کرنے ۱۰ اورنگ زیب روڈ پہنچیں تو کوئی پندرہ ہزار خواتین کا جلوس ان کے ہمراہ تھا۔ تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ قائداعظم محترمہ فاطمہ جناح کو ساتھ لے کر باہر لان میں آئے، پاکستان زندہ باد کے فلک شگاف نعرے لگ رہے تھے۔ دہلی کی خواتین نے ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر قائداعظم کے گلے میں پھولوں کے گجرے اور ہار ڈالے۔ محبت کرنے والی بہن فاطمہ جناح، بھائی کے گلے کو پھولوں سے آزاد کرنے کے لیے ہار اتار کر ملازم کو پکڑاتیں۔ [۴۶]

مسلم لیگ کے سربراہ نے مسلم عوام کی تائید اور قوت ارادی کی بناء پر دنیا کے نقشے کو بدل دیا۔ ہر مذہب کے لیے پاکستان آشیانہ بن گیا۔ ۱۴/ اگست ۱۹۴۷ء کو وہ بہت خوش تھے۔ پنڈال کی طرف جاتے ہوئے وائسرائے ہند لارڈ لوئس ماؤنٹ بیٹن نے کہا:

''مسٹر جناح خفیہ اداروں کی رپورٹ ہے کہ باہر نہ جائیں آپ کی جان کو خطرہ ہے۔ آپ پر قاتلانہ حملہ ہو جائے گا۔''

مسٹر جناح نے کہا:

''آج بڑی حسرت کا دن ہے۔ مجھے کچھ نہیں ہوتا میرا خدا محافظ ہے۔'' [۴۷] اس نازک اور جان لیوا جلوس میں فاطمہ جناح ہمراہ تھیں۔

جب پاکستان معرضِ وجود میں آیا تو کثیر تعداد میں مہاجر اپنا وطن چھوڑ کر قتل و غارت سے بچ کر کراچی آئے، مادرِ ملت نے ۱۳ ستمبر ۱۹۴۷ء کو اپنی رہائش گاہ پر مہاجرین کی امداد کے لیے کمیٹی بنائی۔ [48] آپ نے پنجاب کے مہاجرین کے لیے مشرقی پنجاب مصیبت زدگان کے لیے ۳۰ ہزار روپیہ بھجوایا، ریلیف کمیٹی نے کل ایک لاکھ چھتیس ہزار روپے اکٹھے کیے۔ ۲۵/نومبر ۱۹۴۷ء کو محترمہ فاطمہ جناح لاہور آئیں اور ریڈیو پاکستان لاہور سے خطاب کیا۔ انہوں نے فرمایا:

> میں نے لاہور آ کر کیمپوں کا معائنہ کیا جہاں مہاجرین ہیں۔ ہسپتالوں اور زنانہ دست کاری مراکز کا معائنہ کیا۔ تکالیف بہت ہیں۔ بے شمار دل ہلا دینے والی کہانیاں ہیں۔ ان لوگوں پر بڑی مصیبت آئی ہے۔ ہم اپنی مملکت کی تاریخ کے نئے دور سے گزر رہے ہیں۔ آیئے ہم عہد کریں کہ اس مملکت کی بقاء کے لیے کوئی کسر نہ چھوڑیں گے۔ [49]

۳۰/ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو عوام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

> ہم نے اپنی منزل پالی ہے اور ایک آزاد خود مختار اور دنیا کی پانچویں بڑی مملکت قائم ہو چکی ہے۔ ہم بے شمار ناگفتہ بہ مصائب میں گھرے ہوئے ہیں۔ خدا پر بھروسہ رکھیے اس دنیا میں کوئی ایسی طاقت موجود نہیں جو پاکستان کو مٹا سکے۔ یہ قائم رہنے کے لیے بنا ہے۔ ہمارا عمل دنیا میں ثابت کر رہا ہے ہم حق پر ہیں۔ [50]

محترمہ فاطمہ جناح نے فروری ۱۹۴۸ء میں انڈسٹریل ہوم کراچی کا افتتاح کیا۔ اگلے مہینے وہ قائداعظم کے ہمراہ مشرقی پاکستان کے دورہ پر چلی گئیں۔ [51] مارچ ۱۹۴۸ء میں آپ بذریعہ جہاز ڈھاکہ پہنچے اور بے شمار مقامات پر مشرقی پاکستان میں خطاب کیا اور ان سب مواقعوں پر محترمہ فاطمہ جناح ساتھ تھیں۔ ۲۱ مارچ کو ڈھاکہ میں ایک جلسہ عام سے خطاب کیا۔ یہ ایک لمبی تقریر تھی جس کے دوران آپ نے تین بار پاکستان زندہ باد کہا۔ ڈھاکہ یونیورسٹی کے جلسہ تقسیم اسناد سے ۲۴ مارچ کو خطاب کیا۔ گزیٹیڈ افسران سے خطاب ۲۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو چٹاگانگ میں کیا، ۲۸ مارچ کو ریڈیو پاکستان ڈھاکہ سے خطاب کیا۔

۲۰/ اپریل ۱۹۴۸ء کو پشاور میں جلسہ عام سے خطاب کیا، بارش کے باوجود اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ عوام کے

جذبات کا پاس رکھتے ہوئے ٹھنڈ میں بیٹھے رہے۔ پھیپھڑوں میں سوزش ہوگئی۔

فاطمہ جناح ہمراہ تھیں، انہوں نے دوران سفر آپ کا ہر لمحہ خیال رکھا۔ جس کا قائداعظم نے خود اعتراف کیا:

''فاطمہ جناح کا مجھ پر بڑا احسان ہے انہوں نے میری دیکھ بھال کی اور ہر تحریک اور سیاسی سرگرمیوں میں میرا ساتھ دیا۔ [۵۲] طویل عرصے تک میری خدمت کی اور مسلم خواتین کو بیدار کر کے مجھ پر احسان کیا ہے۔ [۵۳]

قائداعظم کی جدوجہد مثالی، قوت ارادی ناقابل شکست اور عزائم کی بلندی ہمالیہ سے بھی اونچی تھی۔ انہوں نے انتہائی نامساعد حالات میں تاریخ ساز کردار ادا کیا۔ حکومت وقت کا معاندانہ رویہ، ہندو غیر کانگریس رہنماؤں کی واضح مخالفت، کانگریسی لیڈروں کی سیاسی حکمت عملی اور سب سے بڑھ کر مسلم قوم کی بے حسی، علماء کانگریس کی مخالفت، جاگیرداروں کی ملت فروشی، ان تمام حالات و واقعات نے محمد علی جناح کو نڈھال اور مضمحل کر دیا۔ ستم بالائے ستم خرابی صحت نے ان کے قوائے عمل کو مضمحل اور پراگندہ کر دیا۔ ان کٹھن، دشوار گزار اور نامساعد حالات میں صرف بقول جناح فاطمہ جناح امید کی کرن تھی۔ جو تیماردار بھی تھی، سیاسی مشیر بھی تھی، خانہ داری کے امور کی نگران بھی تھی۔

حقیقت تو یہ ہے کہ اس تاریخ ساز جدوجہد میں مسلم قوم کی قیادت کرنے والی شخصیت محمد علی جناح کی معاونت کرنے والی، ان کے مسائل کو سمجھنے والی، نامساعد حالات میں گھٹن دور کرنے والی ایک ہی ذات تھی اور وہ محترمہ فاطمہ جناح تھیں۔

اہلیان پاکستان محترمہ کا یہ احسان کبھی نہیں بھول سکتے کہ وہ ان کی، قوم کے باپ کی مسیحا تھیں۔ اس طرح وہ مادر ملت کے ساتھ مسیحائے قوم بھی رہیں۔

حوالہ جات

۱۔ ڈاکٹر صفدر محمود، تقسیم ہند افسانہ اور حقیقت، جنگ پبلشرز لاہور، ص ۲۔

۲۔ Akber, S. Ahmad, *Muslim Heroes OUP, London 1997, p. 13.*

۳۔ Ibid p. 13.

۴۔ آغا حسین ہمدانی، *فاطمہ جناح حیات و خدمات*، قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت، اسلام آباد ۱۹۸۹ء، ص ۶۶۔

۵۔ پروفیسر ڈاکٹر ایم اے صوفی، *مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح حیات وافکار*، علم و عرفان پبلشرز لاہور، جون ۲۰۰۳ء، ص ۳۱۔

۶۔ ایضاً، ص ۳۱۔

۷۔ ایضاً، ص ۳۲۔

۸۔ قمر تسکین، *قائد اعظم محمد علی جناح مہد سے لحد تک*، گلوب پبلشرز، لاہور ۱۹۸۹ء، ص ۸۷۷۔

۹۔ ایضاً، ص ۸۷۷۔

۱۰۔ ایضاً، ۸۷۸۔

۱۱۔ قطب الدین عزیز، *مادر ملت قائد اعظم کی دست راست*، روزنامہ جنگ لندن، ۱۲ جولائی ۲۰۰۳ء، ص ۵۔

۱۲۔ آغا حسین ہمدانی، بحوالہ سابقہ، ص ۳۴۔

۱۳۔ پروفیسر ایم اے صوفی، بحوالہ سابقہ، ص ۳۷۔

۱۴۔ ایضاً، ص ۳۲۔

۱۵۔ ایضاً، ص ۳۴۔

۱۶۔ نور الصباح بیگم *تحریک پاکستان اور خواتین*، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۷۱ء، ص ۴۸۲۔

۱۷۔ Dr. Miss Kaniz Fatima, Dr. M. Saleem Akhtar, Dr. Razi Wasti, *Pakistan Resolution Revisited*, Islamabad. N.I.H.C.R, 1990, p 481.

۱۸۔ Dr. Riaz Ahmed, *Mohtarma Fatima Jinah, A Chronology (1893-1967) N.I.H.C.R, Islamabad, 2003, p 8.*

۱۹۔ قطب الدین عزیز، بحوالہ سابقہ، ص ۵۔

۲۰۔ قمر تسکین، بحولہ سابقہ، ص ۸۷۸۔

۲۱۔ قطب الدین عزیز، بحوالہ سابقہ۔

۲۲۔ شفیق بریلوی *محمد بن قاسم سے محمد علی جناح تک*، نفیس اکیڈمی کراچی، ۱۹۷۶ء، ص ۴۳۔

۲۳۔ نور الصباح بیگم، بحوالہ سابقہ، ص ۲۰۔

۲۴ـ کنیز فاطمہ، بحوالہ سابقہ، ص ۴۸۳، ۴۸۲ـ

۲۵ـ ڈاکٹر محمودہ ہاشمی، *قائداعظم محمد علی جناح اور خواتین قیادت*، مجلّہ تاریخ و ثقافت پاکستان، قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت، اسلام آباد، اکتوبر ۲۰۰۱ء، ص ۶۹ـ

۲۶ـ بیگم سیدہ عابدہ ریاست رضوی *تحریک پاکستان میں خواتین کا کردار*، علم کی روشنی، سال قائداعظم، جلد ۳، شمارہ ۲، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۰۱ء، ص ۵۰ـ

۲۷ـ قمر تسکین، بحوالہ سابقہ، ص ۸۸۰ـ

۲۸ـ عزیز جاوید، *پاکستان کی نامور خواتین*، پشاور، ۱۹۶۴ء، ص ۳۰ـ۲۵ـ

۲۹ـ گل بانگ حیات، فیروز سنز لاہور، ص ۱، ۳ـ

۳۰ـ ایضاً ص ۸ـ

۳۱ـ ایم اے صوفی، بحوالہ سابقہ، ص ۳۳ـ

۳۲ـ ایضاً ص ۳۴ـ

۳۳ـ Prof. Dr. Riaz Ahmad, Opcit, p 3.

۳۴ـ ثریا خورشید، مقالہ *محترمہ فاطمہ جناح اور کشمیر*، کارروائی قومی مادر ملت کانفرنس، قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت، اسلام آباد، منعقدہ ۲۲ جولائی ۲۰۰۳ءـ

۳۵ـ ایضاًـ

۳۶ـ ایضاًـ

۳۷ـ ایضاًـ

۳۸ـ بیگم عابدہ ریاست رضوی، بحوالہ سابقہ، ص ۵۱۱ـ

۳۹ـ ایم اے صوفی، بحوالہ سابقہ، ص ۵۵ـ

۴۰ـ ایضاً ص ۵۶ـ

۴۱ـ ایضاً ص ۵۶ـ

۴۲ـ ایضاً ص ۵۷ـ

۴۳ـ ایضاً ص ۵۷ـ

۴۴ـ Qutib-ud-Din Aziz, *Jinnah and Pakistan*, OUP, p 70, 2001.

۴۵۔ Ibid.

۴۶۔ آفتاب احمد، چند یادیں چند ملاقاتیں، ۱۹۷۶ء، ص ۳۴۔

۴۷۔ ایضاً، ص ۱۴۲۔

۴۸۔ ایم اے صوفی، بحوالہ سابقہ، ص ۴۵۔

۴۹۔ A Chronology(1893-1967), P 4.

۵۰۔ ایم اے صوفی، بحوالہ سابقہ، ص ۱۴۴۔

۵۱۔ ایضاً، ص ۴۵۔

۵۲۔ ایضاً، ص ۹۶۔

۵۳۔ ایضاً، ص ۹۶۔